

لیکن دنیا بھر کو تابان و درخشاں بنا دینے والا آفتاب ذرے پر جلوہ انگن ہوتا ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔

یہ حقیقی منظر کی تصویر ہے۔ آپ اسے دیکھنا چاہیں تو کسی روزن میں سے سورج کی کرنیں گزرنے کا سماں دیکھ لیں۔ اس میں ان گنت ذرے حرکت کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ گویا آفتاب کی روشنی نے کرنوں کے ذریعے سے ان میں جان ڈال دی۔ یہی کیفیت کائنات کی ہے۔ اس میں جو جنبش، تڑپ اور اضطراب نظر آتا ہے، وہ کائنات کے خالق کے ساتھ، عشق و محبت کا کرشمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے، ہر چھوٹا بڑا وجود عشق میں سرشار اُسی کی طرح دوڑا چلا جا رہا ہے۔

میرزا غالب نے یہ مضمون مختلف صورتوں میں باندھا ہے، مثلاً:

ہے تجلی تری سامان وجود

ذرہ بے پر تو خورشید نہیں

طبیعیات کے نقطہ نگاہ سے بھی یہ مضمون بالکل مطابق حقیقت ہے آفتاب کے پر تو یعنی حرارت کے باعث ہوا گرم ہو کر پھیلتی ہے اور پھیلنے کے باعث ہلکی ہو کر اوپر چڑھتی ہے۔ دوسری جگہ سے ہوا دوڑ کر اوپر چڑھنے والی ہوا کی جگہ لیتی ہے اس طرح ایک حرکت ایک تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ کہنا بالکل درست ہے کہ آفتاب کے پر تو سے ذروں میں جان پڑ گئی گویا جہاں جہاں یہ پر تو پڑا پوری فضا میں مسلسل حرکت شروع ہو جاتی ہے اور یہ تعبیر بالکل درست ہے کہ ذروں میں جان پڑ جاتی ہے۔

۳۔ لغات۔ ریشلی : تھپڑ، ضرب

شرح : حقیقت یہ ہے کہ میرے دل کا شیشہ سنگِ نثار کی ضرب کھا کر لالے کی طرح سرخ ہو گیا۔ جن لوگوں کو حقیقت کی روشنی نہیں ملی، وہ سمجھتے ہیں کہ میرے دل کے شیشے میں شراب بھری ہوئی ہے۔